اہلسنت والجماعت کے متفقہ عقیدہ مسئلہ حیات النبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مختصر اور جامع کتاب
معہ تصدیقات اکابر علماء دیوبند

حیات الانبیاء

از

حضرت امام الحافظ ابی بکر احمد بن الحسین
البیہقی شافعی رح
متوفی ۴۵۸ھ

ناشر

مکتبہ مدنیہ بادشاہی روڈ
مسجد اقصیٰ کراچی ۵۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دین اسلام میں جس طرح اللہ کی ذات کے ساتھ اس کی جملہ صفات پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر بھی جملہ امتیازی صفات جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر عطا فرمائی ہیں ان پر ایمان و یقین بھی لازمی ہے خاص طور پر سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین اور خاتم النبیین کے ساتھ عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اہم منصب اور مقام پر اجماع امت کی طرح احادیث نبوی اور اکابرین اسلام کے عقیدہ سے مطابقت از حد ضروری ہے۔ کیونکہ ان عقائد کے بغیر نہ تو کوئی صحیح مسلمان ہو سکتا ہے اور نہ ہی صحیح سنی رہ سکتا ہے۔

زیر نظر کتاب میں مسئلہ حیات النبیؐ پر آج سے تقریباً ساڑھے چھ سو سال قبل ملتِ اسلامیہ کے ایک عظیم محدث اور بزرگ حضرت امام بیہقی شافعیؒ متوفی سنہ ۷۵۸ھ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا جس میں انہوں نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن و

سنت اور اکابرین اہلسنت یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ائمہ فقہاء سے بھی تائید و حمایت ثابت فرمائی تھی۔ پاکستان میں گذشتہ کافی دنوں سے ایسی کتاب کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کیونکہ چند نام نہاد علماء عوام میں اس مسئلہ کو غلط رنگ میں پیش کر کے لوگوں کو اعتدال کی راہ کی بجائے افراط و تفریط میں مبتلا کر رہے تھے اور ساتھ ہی علماء حق یعنی علماء دیوبند کو بدنام کر رہے تھے۔ حالانکہ علماء دیوبند اس مسئلہ میں اسلاف امت اور مشاہیر اہلسنت کے ساتھ ہیں۔ اسی لئے ترجمان اہلسنت یعنی اکابرین علماء دیوبند کی تائید و حمایت اور ان کی آراء آخر میں پیش خدمت ہیں۔ زیر نظر کتاب آج سے تقریباً ۲۵ سال قبل گجرات سے عربی، اردو میں شائع ہوئی تھی۔ اس وقت صرف اردو ترجمہ پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور مکتبہ مدینہ کے متعلقین اور قارئین کے لئے ذریعۂ خیر و برکت اور باعثِ نجات بنائیں۔ آمین!

طالب دعا

محمد عثمان الوری

خادم اہلسنت والجماعت

مکتبۂ مدینہ۔ کراچی ۵۳

یکم مارچ ۱۹۸۷ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسنادِ کتاب

(اس کتاب کی دو اسناد منقول ہیں)

(۱) امام ابو نصر عبد الرحیم بن عبد الکریم ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے نیشاپور سے مجھے خط لکھا اور فرمایا: کہ

"ہمیں امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا۔ وہ پڑھ رہے تھے اور میں سن رہا تھا۔ یہ واقعہ ربیع الثانی ۴۴۵ھ کا ہے۔"

(۲) امام حافظ ابوبکر محمد بن عبد اللہ بن حبیب عامری ایدہٗ اللہ نے مجھے بتایا: کہ "ہمیں شیخ القضاۃ ابو علی اسمٰعیل بن احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا: میں نے یہ کتاب ان کے سامنے پڑھی" اور امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "ہمارے والد قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا:۔

آغازِ کتاب

سب حمد اللہ رب العالمین کے لیے ہی ہے اور بہتر انجام ڈرنے والوں کا ہے۔ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر رحمت ہو۔ اس مختصر سے کتابچے میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے (دنیا سے) انتقال کے بعد کی زندگی کے بارے میں کچھ باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

(تشریح) اللہ رب العالمین کی ہی حمد ہے اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سردار اور آپ کی آل و اصحاب پر درود و سلام۔ بعد اما بعد) محمد بن محمد خانجی بوسنوی عرض کرتا ہے کہ حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حیاتِ انبیاء پر ایک کتابچہ لکھا۔ شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے بھی اس مسئلہ پر انباء الاذکیاء کے نام سے ایک کتابچہ لکھا ہے جس میں انہوں نے امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: کہ

"امام بیہقی رحمہ اللہ نے قبروں میں انبیاء علیہم السلام کے زندہ ہونے کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے۔" اب اللہ تعالیٰ سے ہدایت و توفیق کی درخواست ہے۔

انبیاء قبروں میں زندہ، نماز پڑھتے ہیں

نوٹ: (طوالت کے پیشِ نظر ہم نے اردو ترجمہ میں احادیث کی (؟) اسناد حذف کرکے صرف آخری راوی کا نام درج کیا ہے۔ البتہ عربی حصہ میں تمام روایات مندرج ہیں۔ بحثِ اسانید سے دلچسپی لینے والے حضرات عربی حصہ سے دیکھ لیں۔

حدیث (۱): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے، نماز پڑھتے ہیں"۔ (اس حدیث کے پہلے راوی ابوسعید احمد بن محمد بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ ہیں باقی رواۃ عربی حصہ میں دیکھئے) یہ روایت حسن بن قتیبہ مدائنی کے مفردات سے شمار کی جاتی ہے۔

حدیث (۱): حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس مرفوع روایت کو جامع صغیر میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے بتایا کہ یہ روایت مسند ابی یعلیٰ موصلی رحمہ میں آئی ہے۔ شارح رحمہ نے بتایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ نظم المتناثر من الحدیث المتواتر کے مؤلف نے بتایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ یہ روایت ہے: کہ "انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں" اور سیوطی رحمہ نے مرقاۃ الصعود حاشیہ سنن ابی داؤد میں بتایا کہ اس (حیاتِ انبیاء) پر مروی احادیث متواتر ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب انباہ الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء میں بتایا، کہ ہمارے نزدیک علم قطعی یقینی کی حد تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (اپنی قبروں) میں زندہ ہیں۔ اس لیے کہ (حیاتِ انبیاء) پر کافی دلائل اور روایاتِ متواترہ موجود ہیں۔ ابن قیم رحمہ نے کتاب الروح میں ابو عبداللہ قرطبی رحمہ سے نقل کیا، کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت ہے "زمین، انبیاء کے اجساد کو نہیں کھاتی" نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں معراج کی رات کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات فرمائی (باقی آئندہ صفحہ پر)

حدیث ۲: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے، نماز پڑھتے ہیں"

(اس حدیث کے پہلے راوی یحییٰ بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ باقی رواۃ عربی حصہ دیکھیئے)

حدیث ۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک موقوف روایت بھی ہے (جس کے پہلے راوی امام ابوعثمان ہیں۔ دوسرے رواۃ عربی حصہ میں دیکھئے) کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

"انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے، نماز پڑھتے ہیں"۔

(بقیہ صفحہ) اور بتایا کہ جب بھی کوئی مسلمان آپ پر سلام بھیجتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آپ پر آپ کی روح لوٹاتا ہے۔ آخر آپ سلام کا جواب، دیتے ہیں۔ ان سے قطعی طور پر معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی موت کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سے اس طرح غائب ہوتے کہ اگرچہ وہ زندہ و موجود ہیں مگر ہم ان کا ادراک نہیں کرتے۔ فرشتوں کا بھی یہی حال ہے وہ بھی زندہ موجود ہیں۔ لیکن ہم انہیں نہیں دیکھتے۔ "قرآن مجید میں بھی انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد کی زندگی پر دلالت موجود ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم (الآیۃ)	جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے انہیں مردے نہ سمجھو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے ہاں (آل الایۃ)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ موافقت کے طور پر تمام انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد زندہ ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہداء کے مقابلہ میں انبیاء علیہم السلام اس شرف کے زیادہ مستحق ہیں اور لفظی عموم سے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں نبوت اور شہادت دونوں جمع فرمادیں اور یہ صحیح ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا: برزخ میں (اللہ تعالیٰ نے) نبوت کے ساتھ ساتھ شہادت کا وصف بھی جمع فرما دیا۔

حدیث ۴:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انھوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بتایا، کہ آپ نے فرمایا:

"انبیاء کو اپنی قبروں میں چالیس راتوں کے بعد نہیں چھوڑا جاتا۔ مگر یہ کہ وہ اس کے بعد صور پھونکے جانے تک اللہ عزوجل کے سامنے نماز پڑھتے رہتے ہیں"۔

دیگر یہ تخفیف وہ صورت نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ ان کے لیے یہ ایک اور انعام کی شکل ہوتی ہے۔ اور اس طرح اس عالم میں بھی ان کے درجات میں ترقی جاری رہتی ہے؛

یہ الفاظ صحیح ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قدر نماز پڑھنے کے وہ پھر اللہ عزوجل کے سامنے نماز میں معروف ہو جاتے ہیں واللہ اعلم جیسے کہ ہم نے پہلی حدیث میں نقل کیا، اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے اجسام مع ارواح اُٹھا جاتے ہیں۔ سفیان ثوری نے الجامع میں روایت کیا کہ ہمیں اپنے شیخ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ

"کوئی نبی، اپنی قبر میں چالیس راتوں سے زیادہ نہیں ٹھہرتا اس کے بعد اُسے اٹھا لیا جاتا ہے"۔

اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام زندوں کی طرح ہوتے ہیں، اور جہاں اللہ عزوجل انہیں ٹھہراتے ہیں، وہیں ٹھہرتے ہیں۔ جیسے کہ ہم نے حدیث معراج وغیرہ میں بتایا کہ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نے

قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا۔ پھر آپ نے ان کو بیت المقدس میں تمام انبیاء علیہم السلام کے ہمراہ دیکھا، پھر انہیں آسمانوں میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے (یا در کھیے) کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات بعد وفات پر احادیثِ صحیحہ سے بکثرت دلائل موجود ہیں۔

حدیث ۵۔ حضرت سلیمان تیمیؓ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ کہ انہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابیؓ نے بتایا کہ

"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گذرے اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے" [۱]

---

[۱] اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت انس رضی بن مالک نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث خود نہیں سنی۔ بلکہ انہیں ایک دوسرے صحابی رضی نے بتایا۔ ابو یعلیٰ موصلی نے بھی اسی طرح روایت کیا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت انس رضی نے ایک بار کسی واسطے سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو۔ اور ایک بار بلا واسطہ براہ راست سن ہو۔ اور جہیں سماع کی صراحت کا علم نہ ہو سکا۔ اگرچہ حضرت انس رضی کا اس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع ثابت نہیں مگر پھر بھی یہ حدیث مراسیل صحابہ میں سے ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں۔ شیخ عراقیؒ نے الفیہ میں فرمایا

أَمَّا الَّذِي أَرْسَلَهُ الصَّحَابِي ۔۔۔ فَحُكْمُهُ الْوَصْلُ عَلَى الصَّوَابِ

(صحیح یہ ہے کہ صحابی رض کی مرسل روایت کا حکم بھی متصل کا ہے)

اور علامہ سیوطی رحمہ نے الفیہ میں فرمایا: "کہ اصح مذہب کے مطابق صحابی رضی کی روایت بھی متصل ہوتی ہے"۔

حدیث ۶ ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"میں موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے گذرا۔ تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے"۔

(اس کی سند کے تمام رواۃ کے لیے عربی حصہ دیکھئے)

حدیث ۷ ۔ ثابت بنانی ؒ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"میں معراج کی رات کو موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سُرخ ٹیلے کے پاس آیا۔ اور وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے"[۱]

اسے ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حماد بن سلمۃ کی سند سے دونوں نے روایت کیا نیز ثوری ؒ، عیسیٰ بن یونس اور جریر بن عبد الحمید کی سند سے تیمی ؒ سے روایت کیا۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ) شارح رہ کہتا ہے کہ صحیح بات کہ جس کی جمہور نے بھی قطعیت کے ساتھ تائید کی ، حدیث صحیح کے لیے چند شرائط رکھنے والے اور ضعفِ مرسل کے قائل محدثین نے بھی اس پر اتفاق کیا . . . وہ یہ ہے کہ صحابی رہ کی مرسل روایت بھی متصل کے حکم میں ہوتی ہے اور صحیحین (بخاری ؒ ومسلم ؒ) میں ایسی روایات بکثرت ملتی ہیں۔

[۱] صحیح بخاری ؒ میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ "مجھے ارض مقدس سے پتھر پھینکنے کے فاصلہ تک قریب کر دے"۔ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہ اگر میں وہاں ہوتا، تو میں تمہیں سرخ ٹیلے کے نیچے راستہ کی جانب ان کی قبر دکھاتا"۔ شارحین ؒ نے فرمایا : کہ اصح یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر ارض قدس سے پتھر پھینکے جانے کے فاصلہ پر صحرا میں ہے اور کثیب کا مطلب ریت کا ایک بڑا ٹیلہ ہے۔

حدیث ٨ ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ

میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا (اس وقت) میں قریش کو سفر معراج کی تفصیل بتا رہا تھا (قریش) نے بیت المقدس کی بعض ایسی چیزوں کا پوچھا جو میرے ذہن میں نہ رہی تھیں۔ مجھے اس قدر پریشانی ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی ایسی پریشانی نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا۔ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور وہ لوگ جو بات پوچھتے رہے میں بتاتا رہا اور میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت میں دیکھا اور اچانک یہ بھی دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام (بھی موجود ہیں) جو کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ ضرب[١] (کم گوشت) گھنگریالے بالوں والے آدمی ہیں۔ گویا قبیلہ شنوءۃ[٢] سے ہوں۔ اور اچانک (یہ بھی دیکھا) کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ عروۃ بن مسعود ثقفیؓ[٣] سے مشابہ ہیں۔ اور اچانک (یہ بھی دیکھا) کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں جو کہ تمہارے ساتھی

---

[١] الضرب کا معنی ہے کم گوشت والا آدمی۔ اعشیٰ نے کہا: انا الرجل الضرب الذی تعرفونه۔ خشاش کرأس الحیة المتوقد (میں کم گوشت والا آدمی ہوں جسے تم جانتے ہو۔ اس قدر غضبناک کہ جیسے دہکتے ہوئے سانپ کا سر ہو)

[٢] شنوءۃ: یہ عرب کا ایک قبیلہ ہے۔

[٣] حضرت عروۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ ثقیف سے واپس تشریف لاتے تو یہ مسلمان ہوئے پھر اپنی قوم کی طرف گئے۔ یہ قوم کے سردار تھے مگر قوم نے انہیں شہید کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ان کی مثال اپنی قوم میں یوں ہے کہ جیسے صاحب یٰسین کا اپنی قوم میں معاملہ ہوا۔ انہوں نے قوم کو اللہ کی طرف بلایا۔ انہوں نے ان کو قتل کر دیا۔

یعنی خود (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) سے مشابہ ہیں۔ آخر نماز کھڑی ہوئی، اور میں نے ان کی امامت کی، جب ہم نماز سے فارغ ہوئے، تو ایک کہنے والے نے مجھ سے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ صاحبِ نار (دوزخ کا فرشتہ) ہے، اسے سلام کہئے، میں اس کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس نے سلام کرنے میں پہل کی۔ اسے صحیح مسلم میں عبدالعزیز رح کی حدیث سے روایت کیا، اور حضرت سعید بن مسیبؓ وغیرہ کی روایت میں ہے کہ

"آپؐ انہیں (انبیاء علیہم السلام) کو بیت المقدس کی مسجد میں ملے"۔ حضرت ابو ذرؓ اور مالک بن صعصعہؓ کی حدیث میں واقعہ معراج کے سلسلہ میں آتا ہے کہ

"آپؐ ان سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں آسمانوں میں ملے آپؐ نے ان سے کلام کیا۔ اور انھوںؑ نے آپؐ سے کلام کیا۔"

یہ تمام روایات صحیح ہیں، ان میں کوئی حدیث ایک دوسرے کے خلاف نہیں، آپؐ موسیٰ علیہ السلام کو بھی یقیناً ان کی قبر میں دیکھتے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰ و دیگر انبیاء علیہم السلام کے ہمراہ بیت المقدس کی طرف رات رات میں سفر کرتے ہیں۔ جیسے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات رات میں سفر کیا۔ چنانچہ وہاں بھی انہیں دیکھا، پھر آپؐ ان کے ہمراہ آسمانوں پر چڑھے۔ جیسے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوپر تشریف لے گئے۔ چنانچہ وہاں بھی انہیں دیکھا جیسے کہ آپ نے بتایا۔ اور مختلف اوقات میں ان کا نماز پڑھنا بھی عقل کے لحاظ سے جائز ہے۔ جیسے کہ صحیح حدیث میں آتا ہے، ان تمام احادیث سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کا پتہ چلتا ہے مزید براں اس مفہوم کی ایک حدیث یہ بھی ہے

حدیث ۹۔ حضرت ابو اشعث صنعانی رح نے حضرت اوس بن اوسؓ سے روایت کیا: کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ

"تمہارا سب سے بہترین دن جمعہ ہوتا ہے۔ اسی دن آدمؑ پیدا ہوئے۔ اور اسی (دن) وفات پائی اور اسی (روز) صُور پھونکا جائے گا۔ اور اسی روز دوبارہ اٹھنا ہوگا۔ اس لیے اس روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔"

صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا؟ جبکہ آپ ختم ہو چکے ہوں گے، کہا کرتے ہیں کہ وہ بوسیدہ ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا:

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو کھائے۔"

اسے ابو داؤد سجستانیؒ نے کتاب السنن[1] میں روایت کیا اور اس کے بکثرت شواہد ہیں، مثلاً

---

[1] اسے احمدؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ اور دارمیؒ نے بھی روایت کیا۔ بیہقیؒ کتاب الدعوات الکبیر میں اور ابن خزیمہؒ اور ابن حبانؒ نے صحیح میں اور طبرانیؒ نے معجم کبیر میں اور سعید بن منصورؒ نے سنن میں اور ابن ابی شیبہؒ اور حاکمؒ نے روایت کیا۔ اور صحیح بتایا۔ امام نوویؒ نے بھی اسے صحیح تسلیم کیا۔ اس کی سند میں عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر ہیں۔ یحییٰ بن معینؒ اور عجلیؒ نے انہیں ثقہ بتایا، اور احمدؒ نے فرمایا کہ یہ لیس بہ باس یعنی مجروح نہیں (بلکہ ثقہ) ہیں۔ ذہبیؒ نے میزان میں فرمایا کہ یہ ثقہ علماء میں سے ایک ہیں، میں نے نہیں دیکھا کہ ابو عبد اللہ بخاریؒ کے سوا کسی نے بھی ضعفاء میں ان کا ذکر کیا ہو۔ کتاب الکبیر میں ابو عبد اللہؒ نے انہیں ضعفاء میں درج کیا ہے مگر ایسی کوئی بات ذکر نہیں کی کہ جس سے اُن کا ضعف معلوم ہوتا ہو۔ بعض محدثین کا فرمان ہے کہ بخاریؒ نے جس کو ضعفاء میں لکھا ہے وہ یہ (مذکور راوی) نہیں بلکہ وہ عبد الرحمٰن بن یزید بن تمیم ہے اور عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر ضعیف راوی نہیں ہے۔ بعض نسخوں میں کاتبوں کی غلطی سے یہ نام درج ہو گیا۔ اس حدیث کے کئی طرق ہیں۔ امام منذریؒ نے

(باقی بر آئندہ صفحہ)

حدیث ۱۰: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا: آپ نے فرمایا:

"جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، اس لیے کہ جو بھی جمعہ کے روز مجھ پر درود پڑھتا ہے، اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔"

(اس حدیث کی مکمل سند عربی حصہ میں دیکھیں، اس میں ایک راوی ابو رافع آتے ہیں، ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ یہ اسمٰعیل بن رافع ہیں۔)

حدیث ۱۱: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، اس لیے کہ میری امت کی درود ہر جمعہ کے روز مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اب جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھے گا وہ درجے میں سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔"

(بقیہ گزشتہ صفحہ) انہیں ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ چنانچہ کثرت طرق کے باعث اس کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ اور اَرَمْتَ، قَدْ رَمَمْتَ کی طرح ہے اس کا اصل اَرْمَمْتَ ہے (ایک میم کو حذف کر دیا۔ یہ یاد رکھیں کہ حدیث نمبر ۱ میں احمد بن علی دینار میں ایک نسخہ میں ثنا احمد بن علی الدینار کی بجائے انبأنا الاباد ہے۔ واللہ اعلم

لہ دیر نے ابو مسعود انصاری کی حدیث نہیں دیکھی ہے۔ حافظ منذری نے ابو امامہ کی حدیث کو بیہقی کی طرف منسوب کیا، فرمایا کہ بیہقی نے اسے سند حسن کے ساتھ روایت کیا مگر ایک قول کے مطابق مکحول کا ابو امامہ سے سماع نہیں۔ اس باب میں ابن ماجہ کے نزدیک عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اس کے کل راوی ثقہ ہیں، اور الترغیب میں اصبہانی کے نزدیک ابو ہریرۃ اور تاریخ بخاری میں بخاری کے نزدیک نیز الترغیب میں اصبہانی نے

(باقی برصفحہ آئندہ)

حدیث ۱۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ خادم النبیؐ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بلاشبہ قیامت کے روز ہر جگہ میرے سب سے قریب وہ شخص ہوگا کہ جو دنیا کے اندر تم میں سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھتا ہوگا جس نے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر درود پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری کرے گا ستر دنیا کی حاجات اور تیس آخرت کی حاجات۔ نیز ایک فرشتہ اس کا موکل بنا دیا جاتا ہے۔ وہ یہ (درود) لے کر اس طرح میری قبر میں آئے گا کہ جیسے تمہارے پاس تحائف بھیجے جاتے ہیں جس نے مجھ پر درود پڑھا، وہ مجھے اس کے نام، نسب اور خاندان تک کی اطلاع دیتا ہے۔ چنانچہ میں اس کو سفید صحیفہ میں اپنے پاس درج کر لیتا ہوں"۔

حدیث ۱۳۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور نہ ہی میری قبر میلہ گاہ بناؤ، اور مجھ پر درود پڑھو، اس لیے کہ تم جہاں بھی ہو، تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے"۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ) حضرت عمارؓ اور ابن عقدیؒ کے نزدیک حضرت ابن عباسؓ کی روایت جید اسناد ہیں۔ ۱؎ الترغیب والترہیب میں اصفہانیؒ نے بھی اسے روایت کیا۔

۲؎ نسائیؒ اور ابوداؤدؒ نے بھی حضرت ابوہریرۃ رضی حدیث روایت کی، اس کی سند میں عبداللہ بن نافع ہیں، ابوحاتم رازی فرماتے ہیں کہ یہ حافظ نہیں، ہم جانتے اور انکار کرتے ہیں، ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ انہیں لاباس بہ کہتے ہیں (یعنی مجروح نہیں) اس حدیث کے کئی شواہد ہیں۔ ابویعلیٰ موصلیؒ نے بھی حسنؓ بن علی بن ابی طالب سے اس طرح کی مرفوع روایت بیان کی ہے، ان کی سند میں مذکورہ عبداللہ بن نافع ہیں۔

حدیث ۱۴۔ اس مفہوم کی ایک حدیث یہ ہے کہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح میری طرف لوٹاتا ہے۔ آخر میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں" اور اس سے آپ کی مراد ہے قَدْ رَدَّ اللّٰہُ اِلَیَّ رُوْحِیْ (یعنی اللہ تعالیٰ نے میری طرف میری روح لوٹا دی ہے) اب میں اسے سلام کا جواب دیتا ہوں[1]

---

[1] احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے بھی حضرت ابوہریرۃ رضؓ کی روایت بیان کی ہے اور مصنفؒ (بیہقیؒ) نے بھی کتاب شعب الایمان میں نیز کتاب الدعوات میں روایت کیا، اور نوویؒ نے کتاب الاذکار اور ریاض الصالحین میں بتایا کہ اس کی اسناد صحیح ہیں۔ ابن قیمؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ اس حدیث میں اشکال ہے۔ اس لیے کہ اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ بعض اوقات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک آپؐ کے بدنِ اطہر سے جدا ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ بات حیاتِ انبیاءؑ پہ دلالت کرنے والی احادیث کے خلاف ہے، علمائے کرام نے اس کے کافی جوابات دیئے ہیں، علامہ سیوطیؒ نے انباء الاذکیاء میں پندرہ جوابات دیئے تفصیل چاہو تو وہاں سے دیکھ لو۔ امام بیہقیؒ کا خیال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ کا مطلب جملہ حالیہ ہے، اس میں قَدْ مقدر ہے۔ عربی کا قاعدہ ہے کہ جب فعل ماضی حال کا جملہ بنے تو اس میں قَدْ مقدر ہوتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اَوْ جَآءُوْکُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُھُمْ اس کا مطلب ہے، قَدْ حَصِرَتْ صُدُوْرُھُمْ۔ البتہ بعض کے کلام میں اشکال باقی رہتا ہے۔ ظاہری طور پر یہ قسم کے لیے ہے۔ اب حدیث کی تشریح یوں ہوئی۔

"جب بھی کوئی مسلمان مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اس سے پہلے ہی مجھ پر اللہ تعالیٰ نے

(باقی آئندہ صفحہ پر)

حدیث ۱۵ ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"بلاشبہ اللہ کے زمین میں پھرنے والے کچھ ایسے فرشتے بھی ہیں کہ جو میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں[1]۔

حدیث ۱۶ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ

"امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جو فرد بھی آپ پر درود پڑھتا ہے وہ آپ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ ایک فرشتہ آپ سے عرض کرتا ہے، کہ فلاں آدمی

(بقیہ گذشتہ صفحہ) میری روح واپس لوٹا رکھی ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں" امام شہاب خفاجی نے یہ جواب دیا کہ "انبیاء اور شہداء دونوں ہی زندہ ہوتے ہیں اور انبیاء کی زندگی سب سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔ اب جب زمین کو ان پر تسلط نہ رہا، تو وہ سونے والوں کی طرح ہوئے۔ اور سونے والا نہ سنتا ہے اور نہ بولتا ہے جب تک بیدار نہ ہو جائے (مگر زندہ ضرور ہوتا ہے) چنانچہ حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے تو آپ نیند سے بیدار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ردِ روح کا معنی ارسال ہوا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ویرسل الاخری الآیۃ: یہ مطلب نہیں کہ آپ کی روح کو موت کے واقعہ کی طرح جدا کر کے قبض کر لیا جاتا ہے۔ پھر دنیا کی موت و زندگی کی طرح دوبارہ نفخ و اعادہ ہوتا ہے۔

[1] نسائی و احمد اور حاکم نے بھی حضرت ابنِ مسعود رض کی حدیث روایت کی ہے اور اسے صحیح بتایا ہے۔ دارمی اور بیہقی نے شعب میں اور بزاز اور ابنِ حبان نے صحیح میں روایت کیا۔ اور خفاجی نے فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

آپ پر اس، اس طرح درود پڑھتا ہے"۔[1]

حدیث ۱۷ ۔ ابو صالح نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت کیا، اور انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ کہ

"جس نے میری قبر پر درود پڑھا، وہ میں سُن لیتا ہوں، اور جس نے دُور سے درود پڑھا، وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے"۔

(اس کی سند میں ایک راوی) ابو عبدالرحمٰن ہیں یعنی محمد بن مروان سدی ہیں میرے خیال میں یہ قابلِ نظر ہیں مگر اس حدیث کے مضمون کی تائید و تقویت گذشتہ احادیث سے ہوتی ہے۔[2]

ایک روایت :۔ سلیمان بن سحیم نے فرمایا: کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور عرض کیا! اے اللہ کے رسول! یہ لوگ آپؐ کے (مزار) پر آکر سلام پیش کرتے ہیں۔ کیا آپؐ ان کے سلام

---

[1] علامہ سیوطیؒ نے اپنی مشہور کتاب الخصائص الکبریٰ میں ابی راہویہ کی طرف یہ حدیث منسوب کی ہے۔ اگرچہ ظاہری طور پر موقوف ہے مگر یہ حکماً مرفوع ہے۔ کیونکہ اس قسم کی باتیں محض اجتہاد سے معلوم نہیں ہو سکتیں۔ واللہ اعلم

[2] علامہ سیوطی رہ نے خصائص کبریٰ میں حضرت ابو ہریرہ رہ کی حدیث اصبہانی رہ کی طرف منسوب کی کہ انہوں نے الترغیب والترہیب میں نقل کی۔ اور جامع صغیر میں بیہقی رہ کی طرف منسوب کی اور محمد بن مروان سدی صغیر ضعیف اور متہم بالکذب ہے۔ حافظ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں اس حدیث کو مذکورہ سدی کے باب میں ذکر کیا ہے۔

۔ (مذکورہ حدیث کا ایک راوی محمد بن مروان سدی کے نام کا ہے)

سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

"ہاں ... اور میں ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔"[1]

حدیث ۱۸ - حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا، کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کی آپس میں گالم گلوچ (تلخ کلامی) ہو گئی۔ مسلمان نے کہا، کہ اس ذات کی قسم کہ جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام جہانوں پر افضلیت بخشی چنانچہ اس نے ایک قسم کھائی اور یہودی بولا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہانوں پر افضلیت بخشی، اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھا کر یہودی کو طمانچہ مار دیا۔ یہودی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنا اور اس مسلمان کا باہم واقعہ بتایا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"مجھے موسیٰ علیہ السلام پر افضلیت نہ دو، کیونکہ لوگ کڑک سے بے ہوش ہو جائیں گے اور سب سے پہلے مجھے افاقہ آئے گا۔ اب میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا ایک کنارہ پکڑے ہوں گے، اب میں نہیں سمجھتا کہ وہ پہلے ہوش ہونے والوں میں سے ہوں گے اور مجھ سے پہلے انہیں ہوش آ جائے گا یا ان میں سے ہوں گے کہ جن کو اللہ عز وجل اس سے مستثنیٰ فرمائے گا۔"

---

[1] اس مفہوم کی ایک روایت ابو نعیمؒ نے حضرت سعید بن مسیبؓ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ میں نے واقعہ حرہ کی ایک رات میں دیکھا۔ اور مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں میرے سوا اور کوئی آدمی وہاں نہ تھا کہ ہر نماز کے وقت میں نے قبر سے اذان سنا، اور زبیر بن بکار نے بھی اخبار المدینہ میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے ایسی روایت کی ہے۔

لہ صحیح بخاری ؒ میں حضرت ابوالیمان ؒ سے اور صحیح مسلم ؒ میں حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن ؒ سے اور دوسرے محدثین ؒ نے ابوالیمان ؒ سے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۹ - حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ

"اللہ کے انبیاء کو باہم ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو اس لیے کہ جب صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین کی ہر ایک جان پر غشی طاری ہو جائے گی، سوائے اس کے کہ جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب سے پہلے مجھے اٹھایا جائے گا اچانک دیکھوں گا کہ موسیٰ (علیہ السلام) عرش کو پکڑے ہوں گے اب میں نہیں سمجھتا کہ کیا طور کی غشی سے ہی ان کا محاسبہ ہو چکا یا وہ مجھ سے پہلے اٹھائے گئے ہوں گے"

لہ اعرج کی حضرت ابوہریرۃ رض سے مروی حدیث متفق علیہ ہے (یعنی حدیث نمبر ۱۹) جیسا کہ سابقہ حدیث ہے وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کے زندہ ہونے پر امام بیہقی ؒ نے ان دو احادیث سے استدلال کیا کہ صعق کا معنی موت یا غشی ہے اور یہ حالت اس پر آ سکتی ہے کہ جو اس وقت زندہ ہو تاکہ تحصیل حاصل لازم نہ آئے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام پر یا غشی آئے گی یا غشی نہیں آئے گی۔ بلکہ طور کی غشی سے ہی ان کا محاسبہ ہو چکا ہے ان دونوں حالتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کے زندہ ہونے کا پتہ چلتا ہے اس طرح صحیح بخاری ؒ میں آتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"مجھے موسیٰ (علیہ السلام) پر فضیلت نہ دو کیونکہ لوگوں پر صعقہ طاری ہوگا اور مجھ پر ان کے ساتھ غشی آ جائے گی" اب اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نہ ہوں تو غشی کس طرح آئے گی؟ امام قرطبی ؒ نے بعض مشائخ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا۔

اور یہ بات صحیح ہے اس لیے کہ اللہ جل شانہٗ نے انبیاء علیہم السلام پر ان کی ارواح لوٹا دیں۔ اب وہ اپنے پروردگار کے پاس شہداء کی طرح زندہ ہیں (اور ان سے قوی ترین زندگی کے مالک ہیں) چنانچہ پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو سب پر صعقہ طاری ہوگا اور یہ ہر اعتبار سے موت نہ ہوگی بلکہ محض شعور کھو جانے کا نام ہوگا اب اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ (سوائے اس کے کہ جسے اللہ چاہے) سے مراد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس سے مستثنیٰ کیا ہے اور طور[1] کے صعقہ میں

(بقیہ گذشتہ صفحہ) جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء کی طرف موت کی نسبت کی جاتی ہے۔ تو اس کا مطلب عدم محض نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ زندہ موجود ہیں چاہے ہم انہیں نہ دیکھتے ہوں اور جب نفخۂ صعق ہوگا تو آسمان اور زمین کے ہر جاندار پر صعق طاری ہوگا۔ البتہ جو انبیاء نہیں ان پر موت کی صورت میں صعق ہوگا، اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر غشی کی صورت میں صعق ہوگا۔ اور دوبارہ جب اٹھنے کا صور پھونکا جائے گا، تو مرے ہوئے زندہ ہو جائیں گے اور غشی زدہ ہوش میں آجائیں گے اسی لیے صحیحین میں آیا کہ ”میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا۔

(اور یہ نہیں آیا کہ میں سب سے پہلے زندہ ہوں گا)

[1] طور کے روز حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غشی طاری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا کہ

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ

الخ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۰

ہی ان سے محاسبہ ہو چکا تو اللہ تعالیٰ اب اس حالت میں ان کے شعور بھی نہ کھونے دے گا۔ علماء فرماتے ہیں کہ شہداء بھی ان میں سے ہیں۔ کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے الا من شاء اللہ کے قول میں مستثنیٰ فرمایا ہے۔ شہداء کے بارے میں ہم نے ایک مرفوع روایت کا ذکر کیا ہے اور یہ روایت دوسری روایات کے ہمراہ کتاب البعث والنشور میں تحریر کر دی ہے۔ اور اللہ ہی سے توفیق کی درخواست ہے۔

یہ حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آخری کلمات ہیں۔ اور سب حمد اللہ ہی کی ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور صلوٰۃ وسلام ہو ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ اور آپ کی آل پر۔

لہ ابن جریرؒ نے اس مسئلہ میں ایک مرفوع حدیث بیان کی ہے اور اس کی سند میں ایسے روایات ہیں۔ کہ جنہیں سماع حاصل نہیں۔ دوسروں نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کیا۔ انھوں نے فرمایا: کہ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہ۔ فرمایا کہ

"شہداء تلواریں حمائل کیے ہوئے عرش کے ارد گرد ہوں گے۔"

یہ آخری کلمات تھے۔ جو کہ اللہ کی توفیق سے میسر آئے۔ اور اللہ ہی کی توفیق ہے۔ آغاز وانجام میں۔ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر بہت بہت صلوٰۃ وسلام ہو۔

جمادی الاول ۱۳۲۹ھ میں ذوہرہ میں یہ تالیف مکمل ہوئی۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حیاتِ انبیاء پر

شیخ بارزی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

نوٹ:- یہ یاد رہے کہ ہم نے یہ فتویٰ شیخ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب انباہ الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء سے نقل کیا ہے۔

فتویٰ:- امام بارزیؒ سے پوچھا گیا کہ کیا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں"۔ شوافع کے ایک بزرگ شیخ ابو منصور عبد القاہر بن طاہر بغدادی فقیہ نے فرمایا، کہ جماعت متکلمین اصحاب نے فرمایا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور آپ اپنی امت کی طاعات سے خوش ہوتے اور نافرمانیوں سے غمگین ہوتے ہیں نیز جو امتی بھی آپؐ پر درود پڑھے آپ کو پہنچا دیا جاتا ہے اور فرمایا کہ انبیاء بوسیدہ نہیں ہوتے۔ اور زمین انہیں ذرہ بھر نہیں کھاتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آپؐ کے زمانہ میں فوت شدہ تھے مگر ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ میں نے انہیں قبر میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ ایسے ہی معراج کی حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا، اور حضرت آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان پر دیکھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا تو انہوں نے فرمایا: مرحبا: صالح بیٹا اور صالح نبی۔ جب یہ اصل صحیح ہے تو ہم کہتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہوئے، اور اب بھی اپنی نبوت پر ہیں" شیخ منصور عبد القاہر کا یہ آخری کلام ہے۔

اور حافظ امام ابوبکر بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب الاعتقاد میں فرمایا۔

"وفات کے بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح انہیں واپس کردی جاتی ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے پروردگار کے پاس شہداء کی طرح ہوتے ہیں (یعنی زندہ ہوتے اور انہیں روزی ملتی ہے) ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور ان کی امامت کی، اور ہمیں آکر خبر دی۔ اور آپ کی خبر سچی ہے کہ ہمارا درود آپ پر پیش ہوتا ہے اور ہمارا سلام آپ کو پہنچایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجساد کا کھانا حرام کردیا اور فرمایا کہ ہم نے حیاتِ انبیاء پر علیحدہ ایک کتاب لکھی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول وصفی اور تمام مخلوق میں افضل علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات کے بعد زندہ ہیں۔

اے اللہ ہمیں آپ کی سنت پر زندہ رکھنا۔ آپ کی ملت پر موت دینا اور دنیا و آخرت میں ہمارا اجتماع و ملاقات نصیب فرما دینا۔ بلاشبہ تو ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

انتہی جواب البارزی

٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ (مسند ابویعلیٰ)

انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔

اکابر محدثین اور اعیان اُمت کے اسمائے گرامی جنہوں نے اس روایت کی تصحیح کی۔

(۱) حافظ بیہقی (۲) حافظ ہیثمی (۳) حافظ ابن حجر عسقلانی رہ (۴) علامہ عزیزی شارح جامع صغیرؒ (۵) امام حدیث وفقہ ملا علی قاری (۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۷) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی (۸) حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۹) امام سیوطی رہ (۱۰) قاضی شوکانی (۱۱) رئیس المحدثین حضرت امام مولانا انور شاہؒ (۱۲) شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی

حوالجات از بعض عبارات

عزیزی شرح جامع صغیر ج ۲ صفحہ ۴۱۳ مصر و فتح الباری پ ۱۲، کتاب الانبیاء۔ مرقات ج ۲ صفحہ ۲۱۲ مصر، مکتوبات دفتر ۲، ۱۶، فیوض الحرمین ص دیوبند ص ۲۸، نیل الاوطار ج ۳ صفحہ ۲، فتاویٰ حافظ سیوطی ج ۲ ص ۱۴۷ مصر، تحیۃ الاسلام وعقیدۃ الاسلام وخاتم النبیین ص ۳۹، ۹۰۔

نوٹ:۔ متواتر روایات میں سے یہ حدیث مذکور بھی ہے۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهٗ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو میری قبر کے پاس آکر مجھ پر درود پڑھے اُسے میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ پر دُور سے درود پڑھے وہ مجھے فرشتوں کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔

آئمہ کبار و آئمہ فن اور بزرگانِ امت کے اسماء گرامی جنہوں نے اس مضمون کو صحیح تسلیم فرمایا۔

(۱) خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانی رح (۲) حافظ سخاوی رح (۳) شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۴) امام ملا علی قاریؒ (۵) قاضی ثناء اللہ محدث پانی پتی رح (۶) علامہ طحطاوی رح (۷) نواب صدیق حسن خان اہل حدیث (۸) شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رح (۹) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (۱۰) حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ (۱۱) حکیم الامت حضرت تھانوی رح

حوالجات

فتح الباری، القول البدیع، رسائل ابن تیمیہ۔ مرقات جلد ۲ صنا، تفسیر مظہری طحطاوی مصر، الدلیل المطالب۔ فتح الملہم۔ فتاوی رشیدیہ۔ تذکرۃ الخلیل۔ نشر الطیب۔ جلاء الافہام۔ جذب القلوب۔ شرح ہمزیہ۔

خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مذہب اہل سنت

لَا یَجْمَعُ اللّٰہُ الموتتین کا مفہوم۔ حاشیہ بخاری ج ۱ صـ۵۱۷ (علامہ عینی رح عمدۃ القاری شرح بخاری) ج ۷۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رح۔ تیسیر القاری شرح صحیح بخاری۔ مدارج النبوۃ۔

تمام کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بعد از موت بحیات ابدی زندہ ہیں پھر آپ پر کبھی موت نہ آئے گی آپ دائمی طور پر اور انبیاء کی طرح اپنے روضہ میں فائز الحیات ہیں (ج ۱ صـ۵۱۷ حاشیہ بخاری)

مذہب اہل سنت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے روضہ میں دائمی طور پر زندہ ہیں انہیں

وہاں پھر کبھی موت نہیں آئے گی اور غیر انبیاء کے لیے قبر میں زندگی اور موت دونوں ہیں۔ عینی ج ۷، شرح بخاری۔ فتح الباری ج ۷، شرح بخاری

عن اوس بن اوس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من افضل ايامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه قبض وفيه النفخة وفيه الصعقة فاكثروا علي من الصلوٰة فان صلوٰتكم معروضة علي قال قالوا يا رسول الله وكيف تعرض صلوٰتنا عليك وقد ارمت قال يقولون بليت فقال ان الله عز وجل حرم على الارض اجساد الانبياء

حضرت اوس بن اوس کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے دنوں میں افضل جمعہ کا دن، اسی دن آدم کی تخلیق ہوئی، اسی دن ان کی روح قبض ہوئی اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اور اسی دن قیامت کی بے ہوشی ہوگی۔ پس جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود بے شک مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ قبر میں گل سڑ چکے ہوں گے تو اس وقت ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔

تصحیح کرنے والے محدثین کے اسماء گرامی

(۱) امام احمد رح (۲) امام ابوداؤد رح (۳) امام نسائی رح (۴) امام ابن حبان رح۔
(۵) امام ابن خزیمہ رح (۶) امام دارقطنی رح (۷) امام نووی رح (۸) امام ابن دحیہ رح
(۹) حافظ ابن کثیر رح (۱۰) حافظ ابن تیمیہ (۱۱) حافظ ابن قیم رح (۱۲) حافظ ذہبی رح

(۱۳) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (۱۴) علامہ عینی رحمہ اللہ (۱۵) حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۱۶) علامہ طیبی رحمہ اللہ (۱۷) امام ملا علی قاری رحمہ اللہ (۱۸) علامہ سمہودی رحمہ اللہ (۱۹) شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ (۲۰) قاضی شوکانی رحمہ اللہ (۲۱) حجۃ الاسلام امام محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ وغیرہم رحمہم اللہ۔

حوالجات

کتاب الروح۔ مرقاۃ۔ مدارج النبوۃ۔ ترجمان السنۃ۔ خزائن الاسرار۔ رسائل ابن تیمیہ۔ طیبی شرح مشکوٰۃ۔

موت انبیاء علیہم السلام کا مفہوم

موت الانبیاء انما ھو راجع الی ان غیبوا عنا بحیث لا ندرکھم وان کانوا موجودین احیاء (حافظ ابن قیم)	انبیاء کی موت کا معنی یہ ہے کہ وہ ہم سے اس طرح غائب کر دیئے گئے ہیں کہ ہم ان کا ادراک نہیں کرتے۔ وہ موجود اور زندہ ہیں (کتاب الروح)
عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتیت وفی روایۃ مررت علی موسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ	حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا معراج کی رات میں سرخ ٹیلے کے قریب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

حوالجات

فتح الباری۔ حیات الانبیاء للامام بیہقی۔ فتح الملہم۔

نوٹ:۔ خاتم المحدثین حضرت مولانا السید انور شاہ رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہیں۔

ان کثیراً من الاعمال قد ثبت فی القبور کالاذان و الاقامۃ (عند الدارمی) وقراءۃ القرآن (عند الترمذی فیض الباری)

بہت سے اعمال قبور شریفہ میں ثابت ہوتے ہیں سنن دارمی کی روایت سے قبر میں اذان و اقامت اور ترمذی شریف کی روایت سے قبر میں تلاوتِ قرآن۔

مذاہب اربعہ در حیاتِ نبویہ

مالکیہ

قال ابن رشد من اتباعہ ان الکراھۃ لغلبۃ الزیارۃ فی الموتٰی وھو صلی اللہ علیہ وسلم احیاہ اللہ تعالٰی بعد موتہ حیاۃ تامۃ واستمرت تلک الحیٰوۃ وھی مستقبل ولیس ھذا خاصۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم بل یشارکہ الانبیاء فھو حی بالحیاۃ الکاملۃ مع الاستغناء عن الغذا الحسی الدنیوی (وفاء الوفاء ص ۱۳۳ بحوالہ نور ایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمان ص ۳۳ مولانا عبد الحکیم (زندگی محل))

ابن رشد امام مالک کے مقلدین میں سے ہیں کہ امام مالک کی ناپسندیدگی (کہ میں نے حضور کی قبر کی زیارت کی) وجہ یہ ہے کہ زیارت قبر کا لفظ عام طور پر موتی کے متعلق استعمال ہوتا ہے اور حضور وفاتِ شریفہ کے بعد اب حیاتِ تامہ سے زندہ ہیں اور یہ حیات آئندہ بھی اسی طرح رہے گی۔ یہ صرف آپ ہی کا خاصہ نہیں بلکہ تمام انبیاء اس وصف میں آپ کے ساتھ شریک ہیں پس آپ غذا حسی دنیوی سے استغناء کے باوجود حیاتِ کاملہ سے زندہ ہیں۔

علماء مالکیہ سے امام قرطبیؒ ج ۵ ص ۲۶۵

امام ابوحیان اندلسیؒ (بحر المحیط ج ا ص ۲۸۳)

علامہ ابن الحاج

علامہ ابن رشد اندلسی اور

ابن ابی جمرہ وغیرہ

شوافع

عندنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی یحس ویعلم وتعرض علیہ اعمال الامۃ ویبلغ الصلوٰۃ والسلام (طبقات شافعیہ ج ۳ ص ۲۸۲)

ہم شافعیہ کے نزدیک حضور زندہ ہیں اور آپ میں احساس و شعور موجود ہے آپ پر اعمال امت بھی پیش ہوتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام بھی پہنچایا جاتا ہے۔

حنابلہ

حنابلہ میں سے حافظ ابن تیمیہؒ کی یہ تحقیق کہ حضور اپنے روضۂ اطہر کے قریب عرض کیے گئے صلوٰۃ وسلام کو خود بلا واسطہ سنتے ہیں۔ ان کی اپنی تحریر سے باحوالہ البغیہ صفحہ و مجموع آپ کے سامنے آچکی ہے حافظ ابن قیم کی تصریحات بھی یکے بعد دیگرے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

قال ابن عقیل من الحنابلۃ هو صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ یصلی۔

حنابلہ کے مشہور بزرگ ابن عقیل فرماتے ہیں کہ حضور انور اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔

حنفیہ کرام

علامہ شرنبلالی رح نور الایضاح میں فرماتے ہیں (یہ کتاب دار العلوم دیوبند کے نصاب تعلیم میں داخل ہے)

ولما هو مقرر عند المحققين انه صلى الله عليه وسلم حي يرزق متمتع بجميع الملاذ والعبادات غير انه احجب عن ابصار القاصرين عن شريف المقامات

(نور الایضاح ۱۷۷)

محققین کے نزدیک یہ طے شدہ ہے کہ حضور انور زندہ ہیں آپ کو رزق بھی ملتا ہے اور عبادات سے لذت بھی اٹھاتے ہیں۔ ہاں اتنی بات ہے کہ وہ ان نگاہوں سے پردے میں ہیں جو ان مقامات تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں۔

مراقی الفلاح میں ہے۔

ينبغي لمن قصد زيارة النبي صلى الله عليه وسلم ان يكثر الصلوة عليه فانه يسمعها وتبلغ اليه

(ص ۴۰۴ مصر)

جو شخص حضور اکرم کی زیارت کرنے کے لیے آئے اسے چاہیے کہ کثرت سے درود عرض کرے کیونکہ آپ اسے خود سنتے رہتے ہیں اور (دور سے) آپ کو پہنچایا بھی جاتا ہے۔

طحطاوی

(فانه يسمعها) اي اذا كانت بالقرب منه صلى الله عليه وسلم (وتبلغ اليه) اي يبلغها

آپ صلوۃ وسلام کو اس وقت خود سنتے ہیں جب قریب سے عرض کیا جا رہا ہو اور فرشتے اس وقت پہنچاتے ہیں جب یہ

الملك اذا کان المصلی بعیدا ۔۔۔ دور سے پڑھا جا رہا ہو

(طحطاوی مصری ص۲۰۵)

اکابرینِ علمائے دیوبند کے اسماء گرامی اور اُن کا عقیدہ

۱۔ بانی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم رح نانوتوی

۲۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رح

۳۔ حضرت مولانا شیخ الہند محمود الحسن رح

۴۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب

۵۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری

۶۔ حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب

۷۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی

۸۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

۹۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہم

ان تمام بزرگوں کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں

حوالجات

لطائف قاسمیہ آب حیات، فتاوی رشیدیہ المہند علی المفند، بذل المجہود، عقیدۃ الاسلام و تحیۃ الاسلام، فتح الملہم، مکتوبات شیخ الاسلام، نشر الطیب وغیرہ الکوکب الدری، ہدیۃ الشیعہ، مواعظ حضرت مولانا تھانوی رح۔

فخر المحدثین مولانا ظفر احمد تھانوی شیخ الحدیث دار العلوم اسلامیہ

ٹنڈو الہ یار (سندھ)

من ینکر حیاتہ صلی اللہ علیہ ۔۔۔ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی۔

وسلم فی قبرہ کان فوأدہ ذرنا من جہہ وعقلہا خالیا من بعد (اعلاء السنن ج۱۰ ص۳۳۹) — قبر شریف میں زندہ ہونے کا انکار کرتا ہے اس کا دل محبت سے فارغ ہے اور اس کی عقل بصیرت سے خالی ہے۔

منکرینِ عقیدہ حیاۃ النبیؐ سے سوالات

اور

تحریری جواب مطلوب ہیں

۱۔ کیا ان حضرات کا عقیدہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہے یا نہیں؟

۲۔ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روضہ مطہرہ کے نزدیک درود وسلام سنتے ہیں؟

۳۔ کیا ان محدثین اُمت اور بزرگانِ دین نے قرآن وحدیث اور اسلام کو بہتر سمجھا ہے یا تم نے؟

۴۔ کیا تم تصدیق کرتے ہو کہ تمہارا عقیدہ ان بزرگانِ دین کے مطابق ہے۔

۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے زمانہ سے لے کر آج تک کسی ایک اہل سنت کے محدث اور امام کا نام بتائیں، جس نے عقیدہ حیات النبی کا انکار کیا ہو۔

☆